مسند فاطمہ زہراؑ ایک تعارف

پروفیسر سیّد فرمان حسین

مسند کے معنی

مسند کی جمع مسانید ہے۔ مسند، اس روایت کو کہتے ہیں جس کے راویوں کا سلسلہ معصوم تک مذکور ہو۔ اس کے مقابل مسلسل ہے اور اس حدیث کو مسلسل کہاجاتاہے جس کے راویوں کا سلسلہ منقطع ہو۔

مسند اس کتاب کو بھی کہتے ہیں جس میں احادیث کی جمع آوری میں کسی ترتیب کا لحاظ رکھا گیاہو، مثلاً جن اصحاب نے معصوم سے روایت کی ہو ان کا تذکرہ حروف تہجیّ کی ترتیب کے لحاظ سے ہو، یا ان کا ذکر سبقت اسلامی کی بنیاد پر ہو، یا کسی خاص خاندان سے تعلق کی بنا پر ہو، یا زمانہ کے تقدم و تاخر کی بنا پر ہو، چاہے وہ حدیثیں صحیح ہوں یا غیر صحیح ہوں۔

جناب سیّدہ فاطمہ الزہراء صلوات اللہ و سلام اللہ علیہا سے منسوب تین کتابیں اس وقت تک راقم السطور کے علم میں ہیں :

ا۔ صحیفۃ الزہراؑ ۲۔ مصحف فاطمہ ۳۔ مسند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام

ا۔ صحیفۃ الزہراؑ کو جواد قیومی اصفہانی نے مرتب کیا اور مؤسسہ نشر اسلامی قم نے اسے شائع کیاہے۔ راقم السطور نے اس کے دوسرے ایڈیشن کا مطالعہ کیاہے۔ اس میں کل ۳۵۶ صفحات ہیں۔ ایک صفحہ پر عربی عبارت ہے اور اس کے مقابل صفحہ پر فارسی ترجمہ ہے یعنی کل عربی عبارتیں ۱۷۸ صفحات پر مشتمل ہیں۔

پہلی فصل میں شہزادیٔ کونین سے منقول دُعائیں درج کی گئی ہیں اور ان کے موضوعات مندرجہ ذیل ہیں :

ا۔ اللہ کی حمد اور اس سے حاجتوں کے لئے دُعائیں۔

۲۔ نماز سے متعلق دُعائیں۔

۳۔ رنج و غم دور کرنے اور حاجتوں کے پورا ہونے کے لئے دُعائیں۔

۴۔خطرات اور بیماریوں سے حفاظت کے لئے دُعائیں ۔
۵۔ایّام ہفتہ اور مہینوں سے مخصوص دُعائیں۔
۶۔ آداب خواب سے متعلق دُعائیں۔
۷۔افراد کی مدح یا مذمت کے سلسلے میں دُعائیں۔
۸۔روز قیامت سے متعلق دُعائیں۔
۹۔ متفرق اُمور کے سلسلے میں دُعائیں ۔
یہ حصہ صفحہ نمبر ۳۸ سے صفحہ ۲۱۳ تک ہے ۔
دوسری فصل میں جناب سیّدہ عالمیان کے تین خطبے ہیں :

پہلا خطبہ وہ ہے جو انہوں نے فدک سے محروم کردئے جانے کے بعد ارشاد فرمایا تھا۔ دوسرا خطبہ وہ ہے جو آپ نے حالتِ مرض میں مہاجرین و انصار کی خواتین کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔اور تیسرے خطبے میں ان لوگوں سے خطاب ہے جنھوں نے حضرت علیؑ کو ان کے حق سے محروم رکھاتھا۔

اس کتاب کی تیسری فصل میں شہزادیٔ کونین کے چالیس اقوال درج ہیں۔ان میں اللہ کی حمد، قرآن کی توصیف، مدحِ رسولؐ، حضرت رسولِ خداؐ اورحضرت علیؑ کی مدح، اہلِ بیتؑ کی تعریف، شیعہ کی توصیف، علماء کی فضیلت، امام حسینؑ کے قاتلوں کا انجام اور کھانا کھانے کے آداب ۔اس سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ کھانا کھانے میں بارہ باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے اور ہر مسلمان کے لئے ان کا جاننا اور پہچاننا ضروری ہے۔ان میں سے چار باتیں واجب ہیں :

۱۔معرفت۔۲۔ رضا و خوشنودی
۳۔اللہ کا نام لینا۔۴۔اس کا شکر کرنا
چار باتیں سُنّت ہیں :
۱۔کھانے سے پہلے وضو کرنا۔۲۔کھانے کے بائیں طرف بیٹھنا۔
۳۔ تین انگلیوں سے کھاناکھانا (چوتھی بات کا تذکرہ کتاب میں نہیں ہے)۔
کھانا کھانے کے آداب یہ ہیں :
۱۔جو چیز قریب ہو اُسے کھانا۔۲۔چھوٹا لقمہ لینا۔
۳۔لقمہ کو خوب چباکر کھانا۔۴۔لوگوں کے چہرے پر کم سے کم نگاہ ڈالنا۔

اس کے علاوہ اس فصل میں شب قدر کے فضائل، مہمان نوازی، پڑوسیوں کے حقوق ،

ماں کا رُتبہ، اچھے مرد اور اچھی عورتوں کے صفات، بہترین عورت کون ہے، حجاب، دُعا کا بہترین وقت(غروب آفتاب کا وقت)، وصفِ مومن، روزہ دار کے فرائض(اس سلسلہ میں آپ نے فرمایاہے کہ "مَایَصْنَعُ الصَّائِمُ بِصِیَامِهِ اِذَالَمْ یَصُنْ لِسَانَه وَسَمْعَه وَبَصَرَهٗ وَجَوارِحَه" اس روزہ کا کیا فائدہ جس میں روزہ دارا پنی زبان ، کان، آنکھ اور دیگر اعضا کو بُرائیوں سے نہ روکتاہو)

چوتھی فصل میں مؤلف نے ان استغاثوں کو درج کیاہے جس میں خاتونِ جنّت کو وسیلہ بناکر اور کہیں کہیں خطاب کرکے دُعائیں کی گئی ہیں۔

پانچویں فصل میں وہ قصیدے ہیں جو لوگوں نے معصومۂ عالم کی شان میں کہے ہیں۔

چھٹی فصل میں ان مآخذ اور مصادر کا تذکرہ ہے جن سے ان ادعیہ، خطبات اور کلمات کو اخذ کیاگیاہے اور مآخذ و مصادر کی ان کتابوں کے مؤلف ومصنف اور اسناد کا بھی ذکر ہے جس کی وجہ سے کتاب کا معیار اور اعتبار بہت بلند ہوجاتاہے۔

۲۔ مصحف فاطمہ

اس کا تذکرہ مختلف کتابوں میں ملتاہے :

امام جعفر صادقؑ سے کسی نے مصحف فاطمہؑ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول خداؐ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؑ ۷۵ دن زندہ رہیں۔۲؎

(راقم الحروف کا متعدد روایات کا مطالعہ کرنے کے بعد خیال یہ ہے کہ یہ مدّت۷۵ دن نہیں بلکہ ۹۵ دن ہے)۔

وہ اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے صدمہ سے بے حد رنجیدہ اور غم زدہ تھیں۔ اس زمانہ میں جبرئیل امین آتے تھے اور انھیں تعزیت و تسلیت پیش کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ اللہ کے نزدیک آں حضورؐ کے کیا مراتب و درجات ہیں اور یہ بھی بتاتے تھے کہ شہزادی کی وفات کے بعد ان کی ذریت کو کیا پیش آنے والاہے حضرت علیؑ ان تمام باتوں کو لکھ لیتے تھے، یہی مصحف فاطمہ ہے۔

اس میں تذکرۂ حرام و حلال یعنی احکام شریعت کا بیان نہیں ہے بلکہ آنے والے زمانہ کے حالات کے بارے میں پیشین گوئیاں ہیں۔کتاب" اصول کافی" اور کتاب "بصائر الدرجات" کے مطابق اس مصحف میں سیدۂ کونین کی وصیتیں بھی ہیں اور تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام اور ان کے والدین کے نام بھی درج ہیں۔

"دلائل الامۃ" میں اس مصحف کے بارے میں مکمل اسناد کے ساتھ یہ روایت مذکورہ ہے:
فِيه خَبرٌمَاكَانَ وَمَايَكونُ الىٰ يَومِ الْقيامَة(اس میں زمانۂ ماضی کے حالات اور قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ ہے)

"دلائل الامۃ" میں یہ روایت بھی ہے کہ اس مصحف کو جناب سیدہ(س) نے حضرت علیؑ کو دے دیاتھا۔انہوں نے امام حسنؑ کو دیا اور پھر انہوں نے اسے امام حسینؑ کو دے دیاتھا اس کے بعد یہ ان ہی (امام حسینؑ) کی نسل میں ہے اور صاحب الامرؑ تک پہنچ جائے گا۔

ابوبصیر نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیاہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے، تم نہیں جانتے کہ وہ کیاہے ؟

میرے (ابو بصیر کے)استفسار پر انھوں نے فرمایا کہ وہ ایک صحیفہ ہے جو حجم میں قرآن مجید کا تین گناہے۔اس میں قرآن کاحصّہ شامل نہیں ہے۔

یہ صحیفہ امیرالمومنینؑ نے جناب سیّدہ(س) کے لئے تیار کیاتھا اس میں جناب سیدہ(س) کی زندگی اور عالم اسلام کے عام حالات کا تذکرہ ہے۔

عبداللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جناب سیدہ(س) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز یا قول ہے جو آپ ہمیں عنایت فرمائیں۔آپ نے کنیز کو اشارہ کیا کہ وہ صحیفہ لے آؤ۔کنیز نے اس کو تلاش کیا مگر وہ مل نہ سکا۔جناب معصومۂ عالم نے کنیز کو دوبارہ حکم دیا کہ اسے تلاش کرو وہ میرے لئے حسنؑ اور حسینؑ کے برابر ہے۔ تلاش بسیار کے بعد وہ صحیفہ دستیاب ہوگیا اس میں ایک حدیث یہ بھی تھی:

"وہ شخص صاحب ایمان نہیں ہے جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں"۔

جو شخص اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتاہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔بے شک اللہ بردبار اور معاف کرنے والے شخص کو دوست رکھتاہے اور بدگفتار، بدزبان، بخیل، بھکاری اور متکبر کو ناپسند کرتاہے۔

بے شک حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان متاعِ جنت ہے اور بدگوئی، فحش گوئی ہے اور دوزخ کا سرمایہ ہے۔

۳۔مسند فاطمہ ۳؎

اسے شیخ عزیزاللہ العطاردی نے مرتب کیاہے۔اس کے علاوہ انھوں نے ۳۸ اور کتابیں بھی

تالیف یا تصنیف کی ہیں جن کے نام یہ ہیں :
۱۔مسند امام کاظمؑ۔ ۲۔ مسند امام رضاؑ۔ ۳۔ مسند امام جوادؑ۔۴۔مسند امام ہادیؑ۔۵۔مسند امام حسن عسکریؑ۔ ۶۔اخبار و آثار امام رضاؑ، یہ کتاب فارسی میں ہے۔۷۔تاریخ آستانۂ قدس۔۸۔راویان امام رضاؑ۔ ۹۔الادعیہ و الزیارات المرویہ عن الامام الرضا(فارسی)۔۱۰۔جوامع الحکم وکلمات الزصا۔ ۱۱۔انباء الامام الموسی کاظم واخوانہ(فارسی)۔۱۲۔اجازات نہج البلاغۃ (فارسی)۔۱۳۔مسند عبدالعظیم الحسنی و حیاتہ و مشیختہ (فارسی)۔ ۱۴۔رجال تاج العروس۔ ۱۵۔غریب الحدیث۔۱۶۔حیاۃ السیدہ نفیسہ (فارسی)۔ ۱۷۔فہرست تفسیرکازر(فارسی)۔ ۱۸۔علماء خراسان و نہج البلاغۃ(فارسی)۔ ۱۹۔ردالشبہات حول نہج البلاغۃ۔ ۲۰۔المخطوطات الفارسیہ فی المدینۃ المنورۃ۲۱۔ جامع و کلمات امیرالمومنین قبل السید رضی۔۲۲ ۔ترجمہ مقتل الحسین للسید عبدالرزاق المقرم۔ ۲۳۔ترجمہ حیاۃ زیدالشہید للسید مقرم۔۲۴۔ترجمہ حیاۃ الامام سجاد علیہ السلام للاسیدالمقرم۔ ۲۵۔ترجمہ اعلام الوری لامین الاسلام طبرسی۔ ۲۶۔ترجمہ مشکاۃ الانوارللطبری۔ ۲۷۔ترجمہ النصائح الکافیہ محمد بن عقیل الحضرمی۔۲۸۔ترجمۃ مواعظ الشیخ صدوق۔ ۲۹۔حیاۃ السید رضی مؤلف نہج البلاغۃ۔۳۰۔فہرست رواۃ الامام رضا (فارسی)۔ ۳۱۔ تحقیق نہج البلاغۃ و مقابلتہ مع نسخ خطیّۃ عتیقۃ۔۳۲۔ تحقیق شرح نہج البلاغۃ للراوندی۔ ۳۳۔ تحقیق شرح نہج البلاغۃ...البیہقی۔۳۴۔ تحقیق اعلام نہج البلاغۃ لعلی بن ناظر سرخیی۔ ۳۵۔ تحقیق شرح نہج البلاغۃ من آثارالقرن الثامن۔ ۳۶۔ تحقیق التدوین فی اخبار قزوین للرافعی۔ ۳۷۔ تحقیق کلمات مکنونۃ للفیض الکاشانی۔۳۸۔ تحقیق تقریرات رشیدالدین بقلم علاّمہ حلی۔

اس فہرست سے اندازہ لگایاجاسکتاہے کہ مسندفاطمہؑ کے مؤلف کس اعلیٰ مرتبہ کی حامل شخصیت ہے اور ان کا علمی ذوق کس درجہ کا ہے ان کا مزاج تحقیقی ہے اور بزرگان دین کے آثارو احوال کی بازیافت سے ان کو گہری دلچسپی ہے۔

مؤلف نے کتاب کاہداء جناب سیدۂ صدیقۂ طاہرہ سلام اللہ علیہا کوہی کیاہے۔اہداء کی عبارت یہ ہے۔

اِلیٰ حَبِیْبَۃِ رَسُولِ اللّٰہ ﷺ وَ بَضْعَۃ مُحَمَّدٍ وَ فَلْذَۃِ کَبَدِہ وَ قُرَّۃِ عَیْنَیْہ سَیِّدَۃِ نِسَاءِ الْعٰالَمِینَ وَ قَرِیْنَۃِ اَمِیْرِالْمُومِنِینَ وَ اُمِّ الْاَئِمّۃِ الطَّاھِرِیْنَ الْمَظْلُوْمَۃِ الْمَغْصُوبَۃِ وَالشَّھِیْدَۃِ السَّعِیْدَۃِ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ صَلَواتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھَا وَ عَلٰی اَبِیْھَا وَ بَعْلِھَا وَبَنِیھَا

(رسولؐ کی چہیتی بیٹی کی خدمت میں جوکہ رسولؐ مقبول کی پارۂ جگر، آنکھ کی ٹھنڈک، تمام عالمین کی خواتین کی سردار، امیرالمومنین حضرت علیؑ کی ہمسر، ائمہ طاہرینؑ کی مادر گرامی قدر،

مظلومہ جو اپنے حق سے محروم رہیں،شہیدہ و سعیدہ حضرت فاطمہ زہرا علیہاالسلام کی خدمت میں جن پر اللہ کا درود و سلام ہو اور ان کے پدر بزرگوار اور ان کے شوہر نامدار اور ان کے فرزندانِ والا تبار پر سلام ہو۔)

کتاب کو بارگاہ معصومہ میں پیش کرتے وقت یہ بھی عرض کیاگیاہے :

يَا سَيِّدتِي، يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ اهدِى اِلَيْکَ الْكِتَابَ وَ اَرْجُو مِنْکَ اَنْ تَشْفَعِيْ لِي وَلِوَالِدَيَّ فِي يَوْمِ الْحِسَابِ۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَابِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْه۔

(اے میری سردار! اے بنت رسولؐ! اس کتاب کو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتاہوں اور اُمید کرتاہوں کہ آپ میری اور میرے والدین کی شفاعت قیامت کے روز فرمائیں گی جس دن انسان اپنے بھائی، ماں، باپ، زوجہ اور اولاد سے بھی گریزاں ہوگا)۔

کتاب کو چند ابواب پر مرتب کیاگیاہے اور کہاہے کہ اس کا بھی امکان ہے کہ کچھ اور روایات بھی ہوں جو (اس کتاب میں درج کرنے سے)چھٹ گئی ہوں۔مؤلف نے قارئین کرام اور علماء اعلام سے امید کی ہے کہ اگر انھیں کوئی ایسی روایت ملے جو اس کتاب میں درج نہ ہوسکی ہو تو اس کے مصدروماخذ کے بارے میں مؤلف کو آگاہ کردیں تاکہ وہ اس کا بھی استدراک کرسکیں۔

مؤلف نے جناب فاطمہ زہراسلام اللہ علیہاسے مروی روایات کو متصل اسناد کے ساتھ اپنے مشائخ سے نقل کیاہے اور تحریر فرمایاہے کہ میں نے اپنے مشائخ کا تذکرہ مسند امام رضا علیہ السلام کے مقدمہ میں کردیا۔

یہ کتاب تین فصلوں پر مشتمل ہے :

پہلی فصل میں حیات فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، ان کے فضائل و مناقب اور بعد وفات پیغمبرؐ کی زندگی کی کیفیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسری فصل میں اُن احادیث اور روایات کا اندراج ہے جو ان سے اصول، احکام اور سنن کے بارے میں وارد ہوئیں اور تیسری فصل میں معصومہؑ کونین سے روایت کرنے والے روایوں کی فہرست اور ان کے مختصر حالات مذکور ہیں۔

کتاب کا باقاعدہ آغاز صفحہ نمبر ۷ سے ہوا مگر وہاں یہ درج نہیں ہے کہ پہلی فصل یہاں سےشروع ہوگئی ہےصرف (ا) ڈال دیا گیا ہے اور اس کے نیچے عنوان ہے "بَابُ وِلَادَتُهَا عَلَيْهَا السَّلَامُ"

پہلی فصل ،صفحہ ۷ سے شروع ہوکر صفحہ ۱۷۰ پر ختم ہوگئی۔ اس میں ۳۶ ابواب ہیں۔
دوسری فصل صفحہ۱۷۴ سے شروع ہوتی ہے مگر مؤلف علام نے یہاں بھی "دوسری فصل" لکھنامناسب نہیں سمجھا اور صرف نمبر ڈال دیاہے۔

پہلاباب، باب العلم کے نام سے شروع کیاہے۔ یہ پتہ نہیں چل پاتاکہ اب دوسری فصل شروع ہوگئی ہے اور یہ بھی درج نہیں ہے کہ دوسری فصل کے مباحث کیاکیاہیں۔

بہرحال اس فصل میں ۱۷/باب ہیں اور جناب سیدہ سے منقول روایات اسی فصل میں جمع کر دی گئی ہیں اور یہی درحقیقت مسندفاطمہ ہے۔

ابواب کے عنوانات مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ باب العلم۔۲۔باب الامامة۔۳۔باب فضائل اهل البیت۔ ۴۔باب الغیبة۔۵۔ باب فضائل الشیعه۔ ۶۔باب صفات المومن۔۷۔باب القرآن۔۸۔باب الدعاء۔(اس باب میں دو تعوذات بھی درج ہیں) ۹۔باب الاحتجاجات۔۱۰۔باب الصلوة۔۱۱۔باب الحج و الزیارة۔۱۲۔باب الاطعمه۔۱۳۔باب الاشربة۔ ۱۴۔باب الحدود۔ ۱۵۔باب الحشر۔۱۶۔باب حکمهاومواعظها۔۱۷۔باب اشعار هاوندباتها۔

یہ فصل ص ۱۷۴ سے شروع ہوکر ص۵۸۹ پر ختم ہوجاتی ہے۔اس میں کل ۱۱۹ صفحات ہیں اور ۱۱۲ احادیث ہیں۔

علم کے باب میں ۲/حدیثیں، بات امامت میں ۶/حدیثیں، فضائل اہلِ بیت میں ۴۰/احادیث، باب غیبت میں ۵ /حدیثیں، فضائل الشیعہ میں۱/حدیث، صفات مومن میں چار حدیثیں، باب القرآن میں چار حدیثیں، باب الدعا میں ۲۶/حدیثیں، باب الاحتجاجات میں ۱۰/حدیثیں، باب الصلوة میں ۶/حدیثیں،باب الحج و الزیارة میں ۳، باب الاطعمہ میں ۱، باب الاشربہ میں۱ ،باب الحدود میں۱، باب الحشر میں...، باب حکمہاو مواعظہامیں ۱، اور باب اشعار ھا وندباتہا میں شہزادی کے اشعاراور ندبات کا تذکرہ ہے۔

کتاب کی تیسری فصل سب سے زیادہ مختصر ہے اس میں ان لوگوں کے مختصر حالات کا تذکرہ ہے جنھوں نے معصومۂ عالم سے روایتیں نقل کی ہیں۔اس میں ۲۹/افراد کا ذکرہے۔ان کے نام حروف تہجی کے لحاظ سے درج ہیں، جو اس طرح ہیں :

۱۔ابن ابی ملیکہ

ان کا اصل نام ہے ابوبکرعبیداللہ ابن ابی ملیکہ،یہ مکی تھے، ابن زبیر کے قاضی اور مؤذن تھے۔

انھوں نے جناب سیدہ زہراؑ سے ایک روایت نقل کی ہے۔

۲۔ابوایوب انصاری

ان کا نام زید بن خالد تھا، ان کا تعلق بنی نجار کی شاخ خزرج سے تھا۔انھوں نے ایک روایت بیان کی ہے۔

۳۔ابوسعید خدری

ان کا نام سعد بن مالک بن سنان تھا، خزرجی تھے، انھوں نے بھی ایک روایت بیان کی ہے۔

۴۔ابوہریرہ

انھوں نے بھی ایک روایت بیان کی ہے۔

۵۔اسماء بنت عمیس

پورا نام اس طرح ہے۔اسماء بنت عمیس بن معبدالخثمیعہ، انھوں نے بھی ایک روایت بیان کی ہے۔

۶۔ام کلثوم

امیرالمومنین اور جناب سیدۂ عالم کی لخت جگر۔انھوں نے بھی ایک حدیث بیان کی ہے۔

۷۔بشیر بن زید

یہ ان چھ افراد میں سے تھے جنھوں نے عہد رسولؐ مقبول میں قرآن جمع کیا تھا۔
انھوں نے ایک حدیث حج کے سلسلے میں شہزادی سے روایت کی ہے۔

۸۔جابر بن عبد اللہ الانصاری

ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔انھوں نے متعدد روایات نقل کی ہیں۔

۹۔حسن بن علی

یعنی امام حسن علیہ السلام۔انھوں نے اپنی مادر ذی قدر سے ایک روایت نقل کی ہے۔

۱۰۔حسین بن علی

یعنی امام حسین علیہ السلام،انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔

۱۱۔حکم بن ابی نعیم

انھوں نے ایک روایت نقل کی ہے جو باب صفات مومن میں مندرج ہے۔

۱۲۔ربعی بن خراش

یہ تابعی تھے۔انھوں نے دو حدیثیں بیان کی ہیں۔

۱۳۔زینب بنت ابی رافع
صحابیہ تھیں، ان کے والد ابورافع رسول اللہ کے غلام تھے۔انھوں نے کئی روایات نقل کی ہیں۔
۱۴۔زینب بنت علی
یعنی عقیلۂ بنی ہاشم جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔
۱۵۔سلمان فارسی
ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انھیں سلمان خیر اورسلمان محمدی بھی کہاجاتاہے۔انھوں نے کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔
۱۶۔سہل بن سعد انصاری
ان کی کنیت ابوالعباس تھی۔اصحاب رسولؐ سے تھے۔انھوں نے کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔
۱۷۔شہیب بن ابی رافع
یہ رسولؐ اللہ کے غلام ابورافع کے فرزندتھے۔انھوں نے ایک حدیث بیان کی ہے۔
۱۸۔عباس ابن عبدالمطلب
انھوں نے ایک حدیث فضائل اہلِ بیتؑ کے سلسلے میں شہزادی سے نقل کی ہے۔
۱۹۔عبداللہ بن حسن
یہ امام حسنؑ کے پوتے اور امام حسینؑ کے نواسے تھے۔ان کی والدہ فاطمہ بنت الحسین تھیں۔ انھوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔
۲۰۔عبداللہ بن عباس
ایک روایت نقل کی ہے ، انھیں حبرالامّۃ بھی کہاجاتاہے۔
۲۱۔عبداللہ بن مسعود
عظیم صحابی تھے۔کئی روایات کے راوی ہیں۔
۲۲۔علیؑ بن ابی طالبؑ
یعنی حضرت علیؑ، انھوں نے بھی متعدد روایات نقل کی ہیں۔
۲۳۔علی بن الحسین
یعنی امام زین العابدینؑ، انھوں نے ایک روایت نقل کی ہے۔
۲۴۔عوانہ بن حکم

انھوں نے معصومۂ عالم سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔
۲۵۔فاطمہ بنت الحسین
آپ امام حسینؑ کی صاحبزادی تھیں اور آپ کا عقد حسن مثنی بن امام حسنؑ سے ہوا تھا۔ ان کی روایات مرسل ہیں۔ انھوں نے اپنی دادی کو نہیں دیکھا۔
۲۶۔ قاسم بن سعید خدری
انھوں نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔
۲۷۔ہارون بن خارجہ
صحابہ یا تابعین میں ان کا نام نہیں ملتا۔
۲۸۔ہشام بن محمد
ان کے حالات بھی فراہم نہیں ہوسکے۔انھوں نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔
۲۹۔یزید بن عبدالملک
پورا نام اس طرح ہے ابوالمغیرہ یزید بن عبدالملک بن المغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب النوفلی۔
انھوں نے ایک روایت نقل کی ہے۔
کتاب کے ماخذاور مصادر کے طورپر ۶۰ کتابوں کے نام درج ہیں۔
مؤلف نے یہ کتاب ۲۷/رجب ۱۴۱۲ھ کو مکمل کی ہے۔

ملاحظات

۱۔شہزادیٔ کائنات حضرت سیدۂ صدیقہ جناب فاطمہ زہرا (س) کے حالات، واقعات اور روایات کے سلسلے میں یہ کتاب ایک قیمتی پیشکش اور پیشرفت ہے۔

۲۔جناب سیدہ(س) کے حالات سے متعلق ہر طرح کے موضوعات پر احادیث جمع کر دی گئی ہیں۔

۳۔کتاب میں صرف جمع و ترتیب ہی ہے۔مؤلف نے نہ کسی بات کی تشریح کی ہے اور نہ ہی تاریخی پس منظربیان کیاہے نہ کسی روایت کے سلسلے میں اپنی کوئی رائے تحریر کی ہے۔صرف ایک بار صفحہ ۱۱۶ پر انھوں نے ایک روایت کے سلسلے میں تحریر کیا ہے کہ دیلمی نے بھی "ارشادالقلوب" میں اس روایت کو نقل کیاہے اور اس روایت میں کچھ اضافہ بھی ہے اس مزید حصّہ کا تذکرہ بھی مسند فاطمہؑ میں کیاگیاہے۔

۴۔جناب فاطمہ الزہراءؑ کے سن ولادت کے سلسلے میں مؤرخین میں بہت اختلاف ہے۔ مسند فاطمہؑ نے اس سلسلے کی تمام روایات کو جمع کر دیا ہے۔

کلبی، طبرسی، ابوجعفر طبری، ابن شہر آشوب کی وہ روایتیں بھی درج کی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ جناب سیدہ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال میں ہوئی تھی اور صدوق کی وہ روایت بھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رسولؐ خدا سے شادی کے بعد مکہ کی عورتوں نے جناب خدیجہ سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ (یہ روایت اگرچہ عقل و نقل دونوں اعتبار سے کمزور ہے مگر اس وقت اس پر روشنی ڈالنا بے محل ہے)کتاب میں شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی اور ابن طاؤس کی وہ روایت بھی مذکور ہے جس میں حضرت سیدہ کی پیدائش کو ۲ بعد بعثت بتایا گیا ہے۔

علی بن عیسیٰ کی وہ روایت بھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جناب فاطمہ زہرا(س) بعثت کے پانچ سال بعد پیدا ہوئی تھیں اور اس وقت قریش خانۂ کعبہ کی تعمیر نو کر رہے تھے۔

(یہ بات تاریخی اعتبار سے قابل قبول ہو ہی نہیں سکتی)کیونکہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو متفقہ طور پر بعثت سے پانچ برس پہلے ہوئی تھی۔

مؤلف نے ان روایتوں کو بھی کتاب میں جگہ دی ہے جن میں معصومۂ عالم کی ولادت پانچ سال قبل بعثت بتائی گئی ہے۔

علاّمہ مجلسی اور حاکم نیشاپوری کی وہ روایتیں بھی درج ہیں جن میں جناب فاطمہ(س) کا سن ولادت بعثت کا پہلا سال بتایا گیا ہے۔

۵۔کتاب کی تالیف میں فریقین کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے جس کی بنا پر کتاب کی افادیت میں یقیناً وسعت پیدا ہوئی ہے۔

۶۔متعدد روایات کو محض نقل کر کے غالباً مؤلف نے ذوق تحقیق اور مطالعہ کا شوق رکھنے والے افراد کو ایک موقع فراہم کیا ہے اور تحقیق و جستجو اور نقد و بصیرت کی دعوت دی ہے۔

۷۔باب امامت میں تیسری حدیث صدوق کی کتاب "خصال" سے اخذ کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام محمد باقرؑ نے جابر بن عبداللہ الانصاری سے یہ روایت کی ہے کہ :

قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ عَلَيْهَاالسَّلامُ وَبَيْنَ يَدَيهَا لَوْحٌ فِيهِ اسمَاءُ الْاَوصِيَاء فَعَدَدْتُ اِثْنِي عَشَرَ-اَحَدُهُم الْقَائِمُ، ثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ مُحَمَّدٌ، وَثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ عَلِيٌّ(میں جناب فاطمہ زہرا(س) کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کے سامنے ایک لوح ہے جس میں اوصیاء رسولؐ کے نام ہیں

میں نے انھیں گنا تو بارہ تھے ان میں سے ایک قائم، تین محمدؑ اور تین علیؑ تھے)۔

اس روایت کا ایک پہلو درایت کے معیار پر پورا نہیں اترتا اور وہ یہ ہے کہ تین محمدؑ تو سمجھ میں آتے ہیں یعنی امام محمد باقرؑ، امام محمد تقیؑ، اور بارہویں امام حضرت محمد مہدیؑ آخر الزماں۔ مگر تین علیؑ والی بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کیونکہ رسولؐ کے اوصیاء میں سے تین کے نہیں بلکہ چار حضرات کے نام علیؑ ہیں اور وہ یہ ہیں :

۱۔ حضرت علی ابن ابی طالبؑ (امام اوّل)

۲۔ حضرت علی ابن الحسینؑ (امام چہارم)

۳۔ حضرت علی رضاؑ (امام ہشتم)

۴۔ حضرت امام علی نقیؑ (امام دہم)

گنتی میں یہ تسامح یا تو راوی کو ہوا ہے یا کسی مرحلہ پر نقل روایت میں رہ گیا ہے۔

۸۔ آیت تطہیر کے نزول کے سلسلے میں جو روایت اس کتاب میں منقول ہے وہ عام شہرت رکھنے والی روایت سے مختلف ہے۔ وہ یہ ہے :

فراتُ بنُ ابراهيم الكوفى معنعناًعَن شَهربن حوشَب قَالَ اَتَيتُ اُمّ سَلْمة زَوجةَ النَّبِى صَلَّى الله عَلَيه وَآلِهِ وَسَلّم لَاُسَلّمَ عَلَيْهَا فَقُلتُ اَمَارَاَيتِ هٰذِهِ الآية يَااُمّ الْمُومِنِينَ "يُرِيدُاللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهّرَكُمْ تَطْهِيْراً قَالَتْ اَنَا وَرُسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيه وَآله وَسَلّم كُنّاعَلٰى مَقَامَةٍ لَنَا تَحْتَنَاكساءٌ خَيْبَرِیٌ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ وَمَعَهَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَبَرِمَة فِيهَا حَرِيْرَةٌ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمكِ قَالَتْ فِى الْبَيْتِ قَالَ فَاذْهَبِى فَادْعُه۔ قَالَتْ فَدَعَوْتُه فَاَخَذَ الْكساءَ مِنْ تَحْتَنَا فعطقه فَاَخَذَ جَمِيْعَه بِيَدِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمّ اَهْلُ بَيْتِى فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِجْسَ وَطَهّرْهُمْ تَطْهِيْراً۔

وَاَنَاجَالِسَةٌ خَلْفَ رَسُولِ الله صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلم فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بِاَبِى اَنْتَ وَاُمّى فَاَنَاقَالَ اِنّکَ عَلٰى خَيْرٍوَنَزَلَتْ هٰذِهِ " إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهّرَكُمْ تَطْهِيرًافى النّبِى وَعَلِىٍ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ والحُسَيْنِ (فرات ابن ابراہیم کوفی معنعن حدیث کے ذریعہ شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں امّ المومنین جناب امّ سلمہ زوجۂ رسولؐ خدا کے پاس پہنچا، تاکہ انھیں سلام کروں۔ میں نے ان سے کہا اے ام المومنین کیا آپ نے اس آیت (إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهّرَكُمْ تَطْهِيرًا) کو دیکھا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں اور رسولؐ خدا ایک بستر پر تھے ہمارے نیچے

خیبری چادر تھی اس وقت فاطمہ(س) حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ آگئیں ان کے پاس ایک ہانڈی بھی تھی جس میں حریرہ تھا۔آنحضرت نے پوچھاکہ تمہارے ابن عم (علیؑ)کہاں ہیں انھوں نے کہاکہ وہ توگھرپر ہیں۔آنحضرت نے فرمایاکہ جاؤ اور انھیں بھی بلا لاؤ۔ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے انھیں بھی بلالیارسولؐ نے ہمارے نیچے جو چادر تھی اسے لے لیا اور فرمایاکہ اے پروردگار یہ میرے اہل بیتؑ ہیں ان سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ایساپاکیزہ رکھ جیسا حق ہے۔ اور میں(امّ سلمہ) رسولؐ کے پیچھے بیٹھی تھی میں نے کہاکہ اے خدا کے رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر نثار میرے بارے میں کیا حکم ہے۔انھوں نے فرمایاکہ تم خیر پر ہو۔تب یہ آیت، نبیؐ، علیؑ، فاطمہ(س)، حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

حدیث کساء کی عام روایت اور اس روایت میں فرق مندرجہ ذیل پہلوؤں سے ہے :

۱۔مشہور روایت میں حدیث کساء کے راوی جابر ابن عبداللہ الانصاری ہیں اس میں شہربن حوشب ہیں۔

۲۔اُس میں روایت جناب سیدہ(س) سے ہے جب کہ اس میں جناب ام سلمہ ہے۔

۳۔اُس روایت کے مطابق آیۂ تطہیر کا نزول خانۂ جناب سیدہ(س) میں ہوا اور اس روایت کے مطابق جناب ام سلمہ کے گھر میں ہوا۔

۴۔اُس روایت میں یمنی چادر کا ذکر ہے اس میں خیبری چادر کاذکرہے۔

۵۔اُس روایت میں ذکر ہے کہ رسول خداؐ جناب معصومۂ عالم(س) کے گھر تشریف لائے تھے۔ اِس میں ذکر ہے کہ جناب سیدہ(س) رسولؐ کے گھر تشریف لے گئی تھیں۔

۶۔اُس روایت میں ہے کہ پہلے امام حسنؑ، پھر امام حسینؑ، پھر حضرت علیؑ آئے تھے اور حضرت علیؑ کو رسولؐ اللہ نے کہہ کر بلوایاتھا۔بہرحال نفس مضمون دونوں کا ایک ہی ہے۔یعنی رسول خداؐ نے حضرت علیؑ، جناب سیدہ (س)، جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو چادر میں لے کر بارگاہِ رب العزت میں دُعا کی تھی کہ پروردگار یہ میرے اہلِ بیتؑ ہیں اور اللہ نے آیت تطہیر نازل فرمائی تھی۔

۷۔جناب ام سلمہ کا تذکرہ اگرچہ عام متداول حدیث میں نہیں ہے مگر دیگر روایات میں یہ ضرور ملتاہے کہ انھوں نے چادر کے پاس جاکر اپنے بارے میں بھی عرض کیا تھا اور آنحضورؐ نے انھیں خیرپر ہونے کی بشارت دی تھی مگر یہ بھی فرمادیاتھا کہ اہلِ تطہیر بہرحال ہم پانچ ہی ہیں۔

۸۔مؤلف نے حاکم نیشاپوری کی "مستدرک الصحیحین" سے یہ روایت بھی نقل کردی ہے کہ

جناب سیدہ (س) کے پاس سونے کی ایک زنجیر تھی، اسے دیکھ کر رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اے فاطمہ (س) کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ یہ فاطمہ بنت محمدؐ ہے اور تمہارے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہو۔ یہ کہہ کر آنحضرتؐ چلے گئے اور بیٹھے نہیں اس کے بعد خاتون جنت نے اس زنجیر کو بیچ کر ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کردیا۔ یہ بات آنحضرتؐ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِی نَجّٰی فَاطِمَۃَ مِنَ النَّارِ (تمام حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے فاطمہ (س) کو آگ سے نجات دی۔)

۱۔اوّل تو اس روایت کو نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ صاحب "مستدرک" ان لوگوں میں سے ہیں جن کا رویہ معمولاً اہل بیت رسولؐ کے لئے مخالفانہ بلکہ معاندانہ ہوتاہے۔ یہ طبقہ اہل بیتؑ کا اوّل تو کبھی تذکرہ کرتاہی نہیں اور اگر بحالت مجبوری کرنا بھی ہوتاہے تو اس طرح ذکرکرتاہے کہ جس میں ایک پہلو اگر مدح کا ہو تو دوسرا پہلو منقصت کا ضرور ہوتاہے۔

۲۔یہ روایت اس اعتبار سے بھی ناقابل قبول ہے کیونکہ جناب سیدہ(س) کے پاس سونے کی زنجیرکہاں سے آئی ہوگی جب کہ ان کا تمام مال تو اسلام کی نشرو اشاعت میں صرف ہوچکاتھا۔

حضرت علیؑ کی آمدنی زیادہ تر مزدوری سے ہوتی تھی یا کچھ زراعت سے اور اس کا زیادہ تر حصہ غرباء، فقراء و مساکین اور ضرورتمندوں پر خرچ ہوجاتاتھا۔ان کے گھر میں اکثر فاقوں کی نوبت آتی رہتی تھی۔

۳۔خود جناب سیدہ(س) کا مزاج اس قدر قناعت پسند اور زاہدانہ تھا کہ ان کو ایسی چیزوں کی طرف رغبت بھی نہیں تھی۔

۴۔اور اگر یہ فرض بھی کر لیاجائے کہ جناب سیدہ(س) کے پاس سونے کی زنجیر تھی تو سونا پہننا خواتین کے لئے مباح اور جائز ہے۔اس کے پہننے پر رحمۃ للعالمین کا اس قدر ناراض ہوجانا کہ گھر سے چلے جائیں...بیٹی کے پاس نہ بیٹھیں، ایسے پہلو ہیں جو صاحب خلق عظیم کی سیرت کے بالکل منافی ہیں۔

۵۔اس روایت کے مطابق جب شہزادی نے اس زنجیر کو فروخت کرکے ایک غلام خریدا اور اسے راہ خدا میں آزاد کردیا تو آنحضرتؐ کو پتہ چلاتو بیٹی کے ایثار، دنیاپر آخرت کو ترجیح دینے، ایک غلام کو آزاد کرکے انسانیت کی سربلندی جیسے عمل پر مدح و ثناکرنے کے بجائے صرف یہ کہنا کہ اس نے فاطمہ(س) کو آگ سے بچالیا اور اس سے نجات دے دی،بالکل خلافِ عقل اور خلافِ

دین ہے۔ایک جائز کام پر آگ کیوں جلائے گی۔اگر مؤلف کے خیال میں اس روایت کا کتاب میں شامل کرنا ضروری بھی تھا تو اس موقع پر تنقید اور تبصرہ ضرور کرنا چاہیے تھا۔

بہرحال جناب سیدہ(س) سے مروی ۱۱۲/ احادیث کو مع اسناد کے یکجا کردینا بھی ایک عظیم کارنامہ ہی ہے جو ذوق تحقیق رکھنے والوں کے لئے دعوتِ فکر اور علمی شوق رکھنے والوں کے لئے قیمتی سرمایہ اور اہل قلم کے لئے ہمت و محنت کے لئے ایک دعوت ہے۔

حوالے:

۱۔ صحیفۃ الزہرا، جواد قیومی اصفہانی
۲۔ اصول کافی، ص ۲۴۱
۳۔ کتاب مسند فاطمہ علیہا السلام کو انتشارات عطارد نے شائع کیا ہے۔اس کی پہلی اشاعت ۱۴۱۲ھ میں یعنی تقریباً ۱۳ سال قبل ہوئی۔ تین ہزار نسخے چھپے تھے۔ تقسیم کار ہیں تہران (ایران) کے میدان حسن آباد، خیابان استخر، شمارہ نمبر ۳۔ کتاب کے تمام حقوق محفوظ ہیں۔

❖